جملہ حقوق غیر محفوظ

نام کتاب : سچ اور جھوٹ

نام مصنف : **مولانا غیاث احمد رشادی**

صفحات : ......۴۰......

تعداد اشاعت : ایک ہزار

تاریخ اشاعت : ستمبر ۲۰۰۱ء

کمپیوٹر کمپوزنگ : **محمد مجاھد خان**

رشادی کمپیوٹر سنٹر، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد

ناشر : مکتبہ سبیل الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد

قیمت :

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ سبیل الفلاح 16-2-138/2 نزد یونک اسکول، واحد نگر کانونی، ملک پیٹ، حیدرآباد

(۲) دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

(۲) ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد۔

(۳) ہدی بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد

(۴) الاوراق پبلشرز، کرما گوڑہ، حیدرآباد۔

(۵) کلاسیکل آٹوموٹیو 324 C.M.H.Road، اندرانگر، بنگلور 38۔

(٦) فرید بک ڈپو، نئی دہلی، ممبئی، مدراس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف اوّل

آج کی تازہ نسل آنکھیں کھولتے ہی جس حیا سوز ماحول کو دیکھ رہی ہے وہ تو سب کو معلوم ہے بداخلاقی کے گھناونے بادل ہر سمت منڈلا رہے ہیں، بے حیائی کا ہولناک طوفان ساری انسانیت کو حیاداری سے محروم کرنے کی کوش میں ہے، ظلم وستم کی آگ بھڑک کر فضاوں کو مکدر و مفلوج کر رہی ہے، خیانت و وعدہ خلافی کے مناظر دنیاداوں اور دینداروں دونوں کے ہاں زندہ ہوتے جارہے ہیں، سچائی کو معیوب اور جھوٹ کو محبوب نگاہوں سے دیکھنا قابل فخر سمجھا جارہا ہے، حرص ولالچ نے ہر بڑے اور چھوٹے کو اتنا مصروف بنادیا ہے کہ قناعت کی تعریف بھول چکے ہیں، مغربی تہذیب کو سربلند کرنے اور اسلام کی نورانیت اور روشنی کو دبانے کی غرض سے عالمی پیمانہ پر لاتعداد مشنریاں متحرک ہوچکی ہیں، دنیا کا ماحول جتنی تیزی کے ساتھ فساد وبگاڑ کی طرف رواں ہے اس پر گہرائی و گہرائی سے غور کیا جائے تو اندازہ لگانا محال معلوم ہورہا ہے کہ یہ کس خطرناک منزل پر جارُکے گا۔

ایسے پرخطر ماحول میں بھی ایک مردمومن کو مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ اسلام کا مقدس اور زندۂ جاوید انقلابی پیغام اپنے اندر وہ عظیم طاقت وقوت رکھتا ہے کہ اگر اہل ایمان بیدار ہوکر میدان میں اتریں اور اس ناپاک ماحول کی صفائی کی کوشش کریں تو وہ دن دور نہیں کہ ایک صالح معاشرہ وجود پاجائے، تاریخ شاہد ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے ناپاک رسومات کو نبی اعظم ﷺ نے صحابہ کرام کی رفاقت میں بڑی جدت و

محنت کے ساتھ سوپر پاور طاقت بن کر نیست و نابود کر دیا آج بھی اسلام کے وفادار سپاہی سینہ سپر بن کر مختلف شعبوں میں اپنی انتھک کوشش سے اسلام کے ابدی پیغام کو پھیلانے میں مصروف ہیں، یوں تو معاشرہ میں کئی برائیاں عام ہیں انہیں میں ایک بڑائی جھوٹ ہے جو مبغوض و معیوب ہونے کے باوجود محبوب اور پسندیدہ چیز بن گئی ہے۔ بنا بریں خیال ہوا کہ جھوٹ اور سچ دونوں کے حقائق ایک نئے انداز میں پیش کئے جائیں تاکہ مطالعہ میں دلچسپی بھی رہے اور معلومات میں اضافہ بھی ہو اور ساتھ ہی سچائی کو اختیار کرنے اور جھوٹ سے پرہیز کرنے کا عزم وارادہ بھی دلوں میں پیدا ہو جائے۔

اللہ کرے کہ یہ حقیر کوشش اس برائی کے دفن ہونے کا ذریعہ بن جائے اور سچائی عام ہو جائے اور جھوٹ خاک آلود ہو جائے اور ہر ایک کو جذبہ عمل کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنے کی توفیق بخشے اور میرے لئے ذخیرہ آخرت اور ذریعہ نجات بن جائے سچ اور جھوٹ کا یہ تیسرا ایڈیشن ہے، سچ اور جھوٹ کی مقبولیت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ دعوۃ الصدق دیوبند سے حضرت مولانا مہربان علی بڑوتی کی پسند پر اس کتاب کو شائع کیا اور وہ شمال ہندوستان میں بہت مقبول ہوگئی۔

احقر

غیاث احمد رشادی

جھوٹ کیا ہے

کسی بات کو حقیقت کے خلاف اور واقعیت کے برعکس کسی سے بیان کرنے کا نام جھوٹ ہے اور جو اس مبغوض عمل کا مرتکب ہوتا ہے اس کو جھوٹا کہتے ہیں، جھوٹ ایک انتہائی مذموم عمل ہے یہ دلوں میں نفرت پیدا کرتی ہے، جھوٹا شخص باطن میں بدترین، ہمت میں پست اور لوگوں کی نگاہوں میں بے وزن ہوتا ہے، جھوٹوں کی سچی بات بھی جھوٹی سمجھی جاتی ہے جھوٹوں سے شریف اور سنجیدہ لوگ نفرت کرتے ہیں، جھوٹے کا مزاج فساد اور شر کی طرف مائل ہوتا ہے۔

جھوٹ کی تین قسمیں ہیں

جھوٹ کی پہلی قسم یہ ہے کہ اللہ یا اس کے رسول پر جھوٹی تہمت لگائی جائے یا جھوٹ باندھا جائے جیسے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو اپنی جانب سے حلال قرار دیکر یوں کہنا کہ یہ اللہ کی طرف سے حلال ہے یا اللہ کو صاحب اولاد قرار دینا جیسا کہ دور رسالت میں کافروں نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا اسی طرح حضور ﷺ کی طرف ایسی بات کی نسبت کرنا جو حضور ﷺ میں نہ ہو جیسا کہ آپ کو جادوگر یا شاعر وغیرہ کہنا یا اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر لوگوں کے سامنے یوں پیش کرنا کہ حضور نے یہ بات بیان فرمائی ہے، اس پہلی قسم کے جھوٹ کا حکم یہ ہے کہ اس طرح جھوٹ کہنے والا کافر ہے۔

جھوٹ کی دوسری قسم اگر چہ کفر نہیں لیکن گناہ کبیرہ ضرور ہے۔ مثلاً کسی شخص کا اس طرح جھوٹ بولنا کہ کسی کو ذہنی یا جسمانی تکلیف وضرر پہنچے یا اس کا جانی یا مالی نقصان ہو جائے۔

جھوٹ کی تیسری قسم بھی گناہ کبیرہ ہے کسی شخص کا بات بات میں اس قدر جھوٹ بولنا کہ اس کی عادت پڑ جائے اور اس جھوٹ سے کسی کو تکلیف نہ ہو اس قسم کی جھوٹ کے کبیرہ گناہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص بے ضرر جھوٹ کا عادی بن جاتا ہے اور یہ

عادت پختہ ہوجاتی ہے تو وہ شخص نقصان دہ جھوٹ میں یقیناً ملوث ہوجائے گا اس لئے اس تیسری قسم کی جھوٹ سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سچ ہی کہا کرتے ہیں

قال فالحق والحق اقول (ص:۸۴) اِرشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ابلیس لعین سے مخاطب ہوکر اس کے گمراہ ہونے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے بدلے میں اس بدترین انجام کو بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو ان میں تیرا ساتھ دے ان سب سے دوزخ کو بھردوں گا، آیت مذکورہ سے اللہ تعالیٰ کا ایک خاص وصف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچے ہیں اور جھوٹ سے بالکل پاک ہیں، اللہ تعالیٰ جو کچھ فرماتے ہیں سچ ہی فرماتے ہیں سچ کے سوا اور کچھ نہیں فرماتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ سچائی سے متصف ہیں تو مومن بندوں کو بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ان بلند صفات کو خود بھی اختیار کرتے ہوئے سچائی کے دامن سے چمٹے رہیں اور جھوٹ سے گریز اور پرہیز کریں۔

سب سے زیادہ سچے کون؟

ومن اصدق من اللہ حدیثا (۸۷ النساء)

اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں، دنیا میں انسان نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں کی زد میں آکر جھوٹ، خیانت، وعدہ خلافی جیسے ذلت آمیز بداخلاقیوں میں مبتلا ہوکر لوگوں کی نظروں میں معیوب بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا ہے اسکے مانند کوئی نہیں اس کا ہر فرمان حقیقت پر مبنی ہے، اس کا ہر قول سچا ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی، مطلب یہ ہیکہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی ہے سورۂ نساء کی آیت نمبر (۱۲۲) میں فرمایا ومن اصدق من اللہ قلیلا اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کس کا

کہنا صحیح ہوگا۔ اللہ کی بندگی میں جینے والے مرد مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے حقیقی آقا کی اس صفت سے خود بھی متصف ہونے کی کوشش کرے تاکہ کل قیامت کے دن وہ صدیقین میں اٹھایا جائے۔

سچوں کے ساتھ رہیے

یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین (۱۱۹/ التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان والوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور سچوں کے ساتھ رہنے کا حکم دے کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ صادقین کی صحبت اور عمل میں ان کی موافقت ہے۔

یہ ایک سچی حقیقت ہے کہ نافرمانوں کی صحبت سے غفلت اور کاہلی پیدا ہوتی ہے اور اس کے برعکس فرمانبرداروں اور سچوں کی صحبت اور نزدیکی سے خوف خداوندی کے نیک اور عمدہ صفات پیدا ہوتے ہیں۔ مومن و مسلمان کی شان ہی یہ ہے کہ اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، اس کی نیت وارادے میں سچائی ہو، اس کے قول وعمل میں جھوٹ کا نام ونشان نہ ہو۔

سیدھی بات کہو

یایھا الدین امنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیدا (الاحزاب/۷۰)

اس آیت میں بھی تقوی کے ساتھ سیدھی اور درست بات کہنے کا حکم دیا گیا ہے، بعض مفسرین نے قول سدید سے مراد سچائی لی ہے کہ تم سچ بات کہو، روح البیان میں قول سدید کا جامع مطلب یوں بیان کیا گیا ہے کہ قول سدید وہ قول ہے جو سچا ہو جھوٹ کا اس میں شائبہ تک نہ ہو، جس میں خطا کا شائبہ نہ ہو ٹھیک بات ہو، ہزل یعنی مذاق اور دل لگی نہ ہو، نرم کلام ہو دلخراش نہ ہو۔ اللہ کے سچے بندے جھوٹ سے پرہیز کرتے ہوئے متقیوں کی فہرست میں داخل ہوتے ہیں۔

سچائی کا صلہ

ليجزى الله الصادقين بصدقهم و يعذب المنافقين ان شاء اويتوب عليهم ان الله كان غفورا رحيما ﴿ ٢٤ / الاحزاب﴾

تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے چاہے ان کو توبہ کی توفیق دے ۔ دور رسالت میں ایک طرف خوش نصیب سچے مسلمان تھے تو دوسری طرف بدنصیب جھوٹے منافقین تھے، ایک طرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے جنگ و جہاد کی نازک موقع پر اپنی ہمت ، جرات ، بہادری اور دلیری سے سچے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کیا تو دوسری طرف منافقین نے چالبازیوں اور بری تدبیروں کے ذریعہ اپنے غدار اور دھوکہ باز ہونے کی دلیل پیش کی، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم کی سچائی پر نیک بدلہ دیئے جانے اور منافقین کے مکروفریب پر چاہے تو عذاب دیئے جانے کی وعید فرمائی اور چاہے تو معاف کردیئے جانے کا اشارہ فرمادیا، سچا انسان اپنی سچائی سے حسن انجام تک پہنچتا ہے اور جھوٹا شخص جھوٹ کے دلدل میں پھنس کر حسرت و نا اُمیدی کا منہ دیکھتا ہے۔

صادقین اور صادقات کیلئے مغفرت اور اجر عظیم

ان المسلمين والمسلمات والمومنين والمئومنات والقنتين والقنتت والصدقين والصدقات والصبرين والصبرت والخشعين والخشعت والمتصدقين والمتصدقات والذاكرين الله كثيرا والذاكرات اعد الله لهم مغفرة و اجرا عظيما (٣٥ / الاحزاب)

اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنے والی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور

صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اس طویل آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام، ایمان و فرمانبرداری، صبر، خیرات، روزہ اور ذکر جیسے عمدہ صفات رکھنے والوں کا جہاں تذکرہ فرمایا ہے وہیں راست باز مردوں اور راست باز عورتوں کا ذکر بھی فرمایا ہے اور ان تمام نیک بختوں کیلئے مغفرت اور بڑے اجر وثواب کی تیاری کی خوشخبری بھی دی گئی ہے، سچائی کا انحصار صرف زبان پر ہی نہیں بلکہ جس طرح مومن کی زبان سچی ہونی چاہئے اسی طرح اس کا عمل بھی سچا اور درست ہونا چاہئے، مطلب یہ ہوا کہ مومن کے نہ کلام میں جھوٹ ہو نہ عمل میں کم ہمتی اور کاہلی ہو اور نہ نیت میں ریاکاری اور نفاق ہو۔

سچوں اور جھوٹوں کا امتحان

ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکذبین ﴿۳/ العنکبوت﴾

اور ہم تو ان لوگوں کو آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے مسلمان ہو گزرے ہیں سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان کر رہے گا جو سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا۔ یہ دنیا دارالامتحان ہے اللہ تعالیٰ یہاں ہر معاملہ میں انسان کا امتحان لیتے ہیں یہاں بندوں کے ایمان اخلاص، اخلاق وغیرہ کی آزمائش ہوتی ہے تاکہ مخلص اور غیر مخلص، سچے اور جھوٹے، نیک اور بد کے درمیان فرق کیا جاسکے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو متنبہ فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان کر رہے گا جو سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا اور یہ فطری حقیقت ہے کہ جہاں امتحان ہوتا ہے وہاں نتیجہ برآمد ہوتا ہے چنانچہ

سچے انسانوں کو ان کی سچائی کا نیک صلہ اوران کے جھوٹ کا ان کو سخت بدلہ ملے گا۔

سچ اور جھوٹ کی تحقیق

قال سنـنظر اصدقت أم کنت من الکذبین ﴿۲۷/النمل﴾

(حضرت سلیمان نے کہا) اب ہم دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے۔ حضرت سلیمان وہ جلیل القدر پیغمبر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ بادشاہت بھی عطا فرمائی تھی حضرت سلیمانؑ نے پرندوں کے علاوہ جنات، چرند و پرند پر بھی حکومت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سلیمانؑ نے پرندوں کی حاضری لی تو ہدہد کو نہ دیکھا فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا ہوں کیا کہیں غائب ہو گیا ہے اور جب معلوم ہوا کہ ہدہد واقعتاً غائب ہے تو فرمانے لگے کہ میں اس کی غیر حاضری پر سحت سزادوں گا یا اس کو ذبح کرڈالونگا یا وہ کوئی صاف دلیل اور غیر حاضری کا عذر میرے سامنے پیش کردے تو قابل معافی ہے، تھوڑی دیر بعد ہدہد آ گیا اور سلیمانؑ سے کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور میں آپ کے پاس قبیلۂ سبا کی ایک پختہ خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت بلقیس کو دیکھا وہ لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اس کے پاس ایک بڑا تخت ہے وغیرہ۔ ہدہد کی یہ باتیں سنکر حضرت سلیمانؑ نے فوراً تصدیق نہیں فرمائی بلکہ کہا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔

اس اس آیت سے یہ درس ملتا ہے کہ جب کوئی کسی کے بارے میں کسی قسم کی کوئی اطلاع لے آئے تو اس کی تکذیب یا تصدیق سے پہلے اس کی تحقیق کرلینا چاہئے جیسا کہ حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کی لائی ہوئی خبر سننے کے بعد فرمایا ہم اب دیکھتے ہیں یعنی تحقیق کرتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ؟ چنانچہ حضرت سلیمانؑ نے دوبارہ ہدہد کو ملکۂ سبا کی جانب بھیج کر تحقیق فرمالی۔ سورۂ حجرات کی آیت نمبر چھ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی حبر لائے جس میں کسی کی شکایت ہو تو بغیر

تحقیق کے اس پر عمل نہ کیا کرو بلکہ اگر عمل کرنا مقصود ہو تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کبھی کسی قوم کی نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے گا، اس آیت کی روشنی میں مفسرین یہ حکم بیان فرماتے ہیں کہ کسی فاسق کی خبر کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک دوسرے ذرائع سے تحقیق کر کے اس کا سچا ہونا ثابت نہ ہو جائے۔

آل فرعون کے ایک سچے مومن

وان یک کاذبا فعلیه کذبه و ان یک صاقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللّٰہ لا یهدی من هو مسرف کذاب (۲۸/المومن)

اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس پر پڑے گا اس کا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تم پر پڑے گا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے بیشک اللّٰہ راہ نہیں دیتا اس کو جو بے لحاظ جھوٹا ہو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قبطی کا قتل ہوا تھا تو فرعون کے دربار میں اس کے قصاص کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ ہو رہا تھا تو آل فرعون کے ایک سچے مومن بزرگ نے خاموشی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس مشورہ کی حبر دی تھی اور مشورہ دیا تھا کہ وہ مصر سے باہر چلے جائیں، ایک قول کے مطابق یہ سچے مومن فرعون کے چچازاد بھائی تھے ان کا نام بقول بعضے حبیب ہے اور بقول بعضے شمعون ہے۔ اس سچے مون نے فرعونیوں سے خطاب کر کے کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا پروردگار اللّٰہ ہے اور اگر یہ موسیٰ علیہ السلام جھوٹا ہی ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اپنے آپ ہی اللّٰہ کی طرف سے رسوا ہو جائے گا اس کو قتل کرنے کی کیا ضرورت، اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر پڑے گا۔ آیت مذکورہ سے ایک طرف یہ سبس ملتا ہے کہ جھوٹ ایک ایسا قبیح مرض ہے کہ اس کا وبال جھوٹے پر ضرور پڑتا ہے اور سچائی اپنے اندر اتنی تاثیر رکھتی ہیکہ سچے آدمی کا کیا ہوا وعدہ پورا ہو جاتا ہے اور دوسری طرف یہ سبق بھی ملتا ہے کہ سچائی ایسی صفت ہے کہ اللّٰہ

تعالیٰ نے آل فرعون کے سچے اور راست باز مرد مومن کا تذکرہ اپنے کلام پاک میں فرمایا۔

صدیق کسے کہتے ہیں

لفظ صدیق قرآن مجید کا ایک اصطلاحی لفظ ہے اسکے معنی اور تعریف میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، بعض فرماتے ہیں کہ جس شخص نے عمر بھر میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو وہ صدیق ہے، بعض فرماتے ہیں کہ جو شخص اعتقاد قول اور عمل ہر چیز میں سچا ہو یعنی جو دل میں اعتقاد ہو ٹھیک وہی زبان پر ہو اور اسکا ہر فعل اور ہر حرکت وسکون اسی اعتقاد اور قول کے تابع ہو، صدیقیت کے درجات الگ الگ ہیں، اصل صدیق تو انبیاء ورسول ہی ہوسکتے ہیں ہر نبی اور رسول کے اندر صدیقیت کا وصف ہونا لازم ہے لیکن ہر صدیق کا نبی ہونا ضروری نہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ انبیاء کے علاوہ اللہ کے دوسرے نیک بندے بھی اپنی سچائی کی وجہ سے مقام صدیقیت تک پہنچ سکتے ہیں، وہ نیک بخت لوگ جو اپنے نبی اور رسول کا تباع میں سچائی کا یہ مقام حاصل کرلیں وہ بھی صدیق کہلائیں گے، قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کو صدیقہ کا خطاب دیا گیا کہ و امہ صدیقہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم علیہا السلام صدیقہ ہیں اسی طرح انبیاء کے علاوہ تین اشخاص کو مفسرین نے صدیق کہا ہے حبیب نجار جن کا تذکرہ سورۂ یٰس میں ہے آل فرعون کے مومن بزرگ جن کا تذکرہ سورۂ مومن میں ہے اور حضرت ابوبکرؓ جن کو دور رسالت ہی میں صدیق کے ممتاز خطاب سے نوازا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سچے نبی ہیں

واذكر فى الكتب ابراهيم انه كان صديقا نبيا (سورۂ مریم / ۴۱)

اور آپ اس کتاب میں ابراہیم کا تذکرہ کیجئے وہ بڑے راستی والے پیغمبر تھے قرآن مجید میں انبیاء کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے کسی نہ کسی وصف خاص کا تذکرہ کیا گیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ وصف دوسرے پیغمبروں میں نہیں ہے، اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبی صدیق کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ خاص وصف امتیازی حیثیت سے تھا۔

حضرت ادریس علیہ السلام سچے نبی ہیں

واذکر فی الکتب ادریس انه کان صدیقا نبیا (سورۂ مریم/۵۶)

اوراس کتاب میں ادریس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے بیشک وہ بڑی راستی والے نبی تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے ان کے اجداد میں سے ہیں اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد پہلے نبی اور رسول ہیں جن پر اللہ نے تیس صحیفے نازل فرمائے۔حضرت ادریس علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں جن کو علم نجوم اور حساب بطور معجزہ عطا کیا گیا اور یہ سب سے پہلے انسان ہے جنہوں نے قلم سے لکھنا اور کپڑا سینا ایجاد کیا، ان سے پہلے لوگ عموماً جانوروں کی کھال کو لباس کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ناپ تول کے طریقے اور اسلحہ بھی آپ ہی نے ایجاد کئے اور بنو قابیل سے جہاد کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی راست بازی اور سچائی کی وجہ سے قرآن مجید میں نبی صدیق کا خطاب ذیشان عطا فرمایا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام وعدے کے سچے تھے

واذکر فی الکتب اسمعیل انه کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا (مریم:۵۴)

اوراس کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے۔

ہر شریف آدمی وعدہ وفائی کو حسن اخلاق کا ایک اہم جز سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا بھی ہوتا ہے اور وعدہ خلافی کو ایک رذیل حرکت قرار دیتا ہے۔ یوں تو سارے ہی انبیاء وعدے کے سچے تھے یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وعدے کی سچائی میں امتیاز اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے جس چیز کا وعدہ اللہ سے یا کسی بندے سے کیا اس کو بڑی مضبوطی اور اہتمام سے پورا کیا انہوں نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے آپ کو ذبح کرنے کے لئے پیش کردوں گا اور اس پر صبر کروں گا چنانچہ جب اس کا وقت آیا تو اس وعدے میں سچے اترے۔

ایک شخص سے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک جگہ ملنے کا وعدہ کیا وہ وقت پر نہ آیا تو اس

کے انتظار میں تین دن اور بعض رویات میں ایک سال اس شخص کا انتظار کرتے رہے۔

سارے ہی انبیاء سچے ہیں

واذا اخذنا من النبیین میثاقھم و منک ومن نوح و ابراھیم وموسی و عیسی ابن مریم و اخذنا منھم میثاقا غلیظا لیسئل الصدقین عن صدقھم واعد للکفرین عذابا الیما (۸/ الاحزاب)

اور جب کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا اور آپ سے بھی اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سے بھی اور ہم نے ان سے خوب پختہ عہد لیا تاکہ ان سچوں سے ان کے سچ کی تحقیقات کرے اور کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں جو انبیاء کرام سے عہد واقرار لینے کا ذکر ہے وہ خاص عہد واقرار ہے جو عام مسلمانوں سے لئے گئے عہد کے علاوہ ہے، یہ خاص عہد انبیاء کرام سے نبوت ورسالت کے فرائض ادا کرنے اور باہم ایک دوسرے کی تصدیق اور مدد کرنے کے بارے میں تھا یہ عہد اس لئے لیا گیا تاکہ قیامت کے دن ان سچے پیغمبروں سے ان کے سچ کی تحقیق کی جاسکے، اس آیت پر غور کیا جائے تو یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء کا عموماً اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرت نوح علیہ السلام ، ابراہم علیہ السلام ، موسیٰ علیہ السلام ، عیسیٰ علیہ السلام کا خصوصاً ذکر فرمانے کے بعد ان تمام کے لئے صدیقین کا لفظ استعمال فرما کر یہ اشارہ کر دیا کہ سارے ہی انبیاء سچے تھے اور اس کے بعد کافروں کیلئے دردناک عذاب کی اطلاع دے کر اس حقیقت سے بھی آگاہ کر دیا کہ منکرین سچے پیغمبروں کے مقابلے میں جھوٹے ہیں جو دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ کہا تھا

فنظر نظرة فی النجوم ، فقال انی سقیم ﴿۸۹ . الصفت﴾

ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہہ دیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں، اس لئے میلہ میں نہیں جا سکتا۔

قالوا أ انت فعلت هذا بالهتنا یا ابراهیم قال بل فعله کبیرهم هذا فسئلو هم ان کانو اینظقون ﴿٦٣ . الانبیاء﴾

کہنے لگے کہ کیا ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے اے ابراہیم علیہ السلام! انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کے اس بڑے نے کی، سو ان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں۔

بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ان ابراهیم لم یکذب غیر ثلاث یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں کہا سوائے تین جگہوں کے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلے میں تین جھوٹ بولنے کا جو معاملہ ہے اس کا تعلق تین واقعات سے ہے پہلے دو واقعات تو مذکورہ آیتوں سے معلوم ہوں گے اور تیسرا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی اہلیہ سے حضرت سارہ علیہا السلام کے ساتھ سفر کا ہے ان تینوں واقعات کی تشریح ہم الگ الگ بیان کرتے ہیں تا کہ اس مسئلہ کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

واقعہ اوّل

واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ایک خاص دن میں تہوار منایا کرتی تھی جب وہ دن آیا تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دعوت دی کہ آپ بھی ہمارے ساتھ جشن میں شرکت کے لئے چلیں، اس دعوت کا مقصد یہ تھا کہ اگر یہ اس جشن میں ہمارے ساتھ رہیں گے تو شاید ہمارے دین سے متاثر ہو جائیں گے اور اپنے دین کی دعوت چھوڑ دیں گے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سنہری موقع سے دوسرا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے، آپ کا ارادہ یہ تھا کہ جب ساری قوم جشن منانے چلی جائے گی تو میں ان کی عبادت گاہوں میں جا کر ان کے بتوں کو توڑ دوں گا، تا کہ یہ لوگ واپس آ کر اپنے معبودوں کی بے بسی کا عملی نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اس مقصد کے تحت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ساتھ

جانے سے انکار فرمایا لیکن انکار کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے نگاہ بھر کر ستاروں کو دیکھا اور پھر کہا کہ میں بیمار ہوں، قوم والوں نے آپ کو معذور سمجھ کر چھوڑ دیا اور جشن منانے چلے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کہنا کہ ''بیمار ہوں'' تو کیا وہ واقعی بیمار تھے قرآن مجید میں اس کی صراحت نہیں ہے تاہم صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس وقت ایسے بیمار نہیں تھے کہ قوم کے ساتھ نہ جاسکیں ایسی صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر یہ بات کیوں فرمائی؟

جمہور مفسرین اس سوال کا جواب یوں دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان الفاظ کے ذریعہ ''توریہ'' کیا تھا توریہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی بات کہنا جو بظاہر واقعہ کے خلاف ہو لیکن کہنے والے نے اس سے کوئی ایسے دور کے معنی مراد لئے ہوں جو واقعہ کے مطابق ہوں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل مراد اس جملہ سے یہ تھی کہ میں بیمار ہونے والا ہوں (اس لئے کہ عربی زبان میں اسم فاعل کا صیغہ مستقبل کیلئے بکثرت استعمال ہوتا ہے) اور موت سے پہلے پہلے ہر انسان کا بیمار ہونا امر یقینی ہے۔

اور بغیر تاویل کے اس واقعہ کی یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طبیعت اس وقت واقعتاً تھوڑی بہت ناساز تھی لیکن بیماری ایسی شدید نہ تھی کہ جس میں شرکت نہ کرسکیں۔ حدیث میں جو اس واقعہ پر جھوٹ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سے مراد توریہ ہے۔ جس کی ظاہری شکل جھوٹ ہوتی ہے لیکن بولنے والے کی مراد کے لحاظ سے وہ جھوٹ نہیں ہوتا۔

واقعہ دوم

دوسرا واقعہ بتوں کے توڑنے کا پیش آیا ،اور قوم سمجھ گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے یہ سب کچھ کیا ہے تو ان کی برادری نے ان کو گرفتار کرلیا، اوران سے اقرار لینے کیلئے سوال کیا کہ کیا آپ نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے تو حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہے تم خود اس سے دریافت کرلو اگر یہ بول سکتے ہوں۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود کیا تھا پھر اس سے انکار اور انکے بڑے کی طرف منسوب کرنا بظاہر خلاف واقعہ ہے جس کو جھوٹ کہا جاتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان اس سے بالاتر ہے، اس کے جواب میں مفسرین نے بہت سے احتمالات بیان کئے ہیں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول بطور فرض کے تھا۔ یعنی تم یہ کیوں فرض نہیں کر لیتے کہ یہ کام بڑے بت نے کیا ہوگا، اور یہ اصول مسلم ہے کہ بطور فرض کے کوئی خلاف واقعہ بات کہنا جھوٹ میں داخل نہیں۔

اس مسئلہ کے حل کے لئے مفسرین نے طویل بحثیں کی ہیں، مزید تحقیق کے لئے ان آیات کی روشنی میں تفسیر دیکھ لیں۔

واقعہ سوم

تیسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہ کے ساتھ سفر میں تھے، ان کا ایک ایسی بستی سے گزر ہوا جہاں کا رئیس ظالم و بدکار تھا، جب کسی شخص کے ساتھ اس کی بیوی کو دیکھتا تو بیوی کو پکڑ لیتا ، اور اس سے بدکاری کرتا، مگر یہ معاملہ اس صورت میں نہ کرتا تھا جبکہ کوئی بیٹی اپنے باپ کے ساتھ یا بہن اپنے بھائی کے ساتھ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس بستی میں مع اہلیہ پہنچنے کی مخبری اس ظالم بدکار کے سامنے کردی گئی تو اس نے حضرت سارہ کو گرفتار کر کے بلوایا، پکڑنے والوں نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ عورت رشتہ میں تم سے کیا تعلق رکھتی ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ظالم کے خوف سے بچنے کے لئے یہ فرما دیا کہ یہ میری بہن ہے مگر اس کے باوجود پکڑ لئے گئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقابلہ کی قوت نہ تھی اللہ کے سامنے الحاح وزاری کے لئے نماز پڑھنا شروع کردیا حضرت سارہ اس کے پاس پہنچیں تو وہ ظالم بری نیت سے ان کی طرف بڑھا تو

قدرت نے اس کو اپاہج و معذور بنا دیا۔ الخ .

ان تینوں واقعات سے متعلق حدیث میں ابراہیم علیہ السلام کی طرف تین جھوٹ کی نسبت جو صراحتاً کی گئی ہے جو شان نبوت و عصمت کے خلاف ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل ان میں سے ایک بھی حقیقی معنی میں جھوٹ نہ تھا بلکہ یہ تو ظلم سے بچنے کے لئے جائز ہے، اس تیسرے واقعہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اہلیہ کے بارے میں جو بہن کہا وہ اسلامی برادری کے اعتبار سے کہا کہ ہم بہن بھائی ہیں۔

دشمنی اور جھگڑے کے دوران جھوٹ بولنا

عموماً لوگ عام حالات میں جھوٹ سے ایک حد تک بچتے ہیں لیکن بحث و تکرار، دشمنی، جھگڑوں، مقدمات کی لڑائیوں میں اتنے جذباتی اور خوف خدا سے غافل ہو جاتے ہیں کہ جھوٹ بولنے کو معیوب ہی نہیں سمجھتے۔

آج کل جھوٹ کے ماہرین اس قدر چرب زبان اور باتونی ہوتے ہیں کہ مدمقابل کو اپنی زبان درازی سے چاروں شانے چت کر دیتے ہیں اس طرح چند روزہ متاع قلیل کے خاطر اپنی ابدی زندگی کو تباہ کر لیتے ہیں۔

ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصم o

خدا کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض آدمی وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہے اللہ تعالیٰ جارحانہ کلام کرنے اور جھگڑوں میں جھوٹ بولنے سے ہم سب کی حفاظت فرمائے

جھوٹے عذر پیش کرنے والے منافقین

عفا اللہ عنک لم اذنت لھم حتی یتبین لک الذین صدقوا و تعلم الکاذبین

(التوبہ : ۴۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا لیکن آپ نے ان کو (ایسی جلدی) اجازت کیوں

دیدی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہوجاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کرلیتے۔

حضور ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم فتح مکہ اور غزوۂ حنین سے فارغ ہوکر ٹھنڈی سانس لئے ہی تھے کہ آپ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ شاہ روم ہرقل نے اپنی فوجیں شام کی سرحد کے مقام تبوک پر جمع کردی ہے تو آپ ﷺ نے بھی ارادہ کرلیا کہ مسلمانوں کی فوج بھی مقام تبوک پر جمع ہوجائے تاکہ وہیں مقابلہ کیا جائے، اتفاق سے یہ گرمی کا زمانہ تھا اس وقت کھیتوں اور باغات کے پھل پک رہے تھے، ایسے موقع پر جنگ میں شرکت یقیناً انتہائی صبرآزما امتحان تھا مگر وقت کا شدید تقاضا تھا تو موقع کی نزاکت کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کے پورے مسلمانوں کو اس جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دے دیا، اس اعلان جہاد پر ایک جماعت بغیر کسی تردد کے جہاد کے لئے تیار ہوگئی اور کچھ لوگ تردد کے بعد نکل پڑے، اور کچھ لوگ ایسے تھے جو باوجود کوئی عذر نہ ہونے کے کاہلی کے سبب سے جہاد میں شریک نہیں ہوئے، جنہوں نے بعد ازاں اپنی کاہلی کا اعتراف کیا اور سچی توبہ کی اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کی بشارت بھی دی۔

لیکن ایک بدبخت طبقہ منافقین کا تھا جنہوں نے جھوٹے عذر پیش کرکے غزوۂ تبوک میں نہ جانے کی اجازت رسول اللہ ﷺ سے حاصل کرلی تھی، حضور ﷺ نے ان کے عذروں کو سن کر جب اجازت دیدی تو منافقین نے خوشیاں مناتے ہوئے کہا تھا کہ ہم نے رسول اللہ کو خوب دھوکہ دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جھوٹ کا پول کھول دیا اور اسی جھوٹ کی وجہ سے منافقین کا نفاق کھل گیا اور ساری انسانیت کے سامنے ان کا سر اللہ تعالیٰ نے ذلت و رسوائی سے جھکا دیا۔ سچ ہے کہ جھوٹ آدمی کو رسوائی اور ندامت تک پہنچا دیتا ہے پھر سماج میں اس مقام ذلیلوں اور اوباشوں کی فہرست میں ہوجاتا ہے۔ صحابۂ کرام کی سچائی نے انہیں مژدۂ جانفزا سنایا اور منافقین کے جھوٹ نے انہیں عذاب الیم کا دردناک پیغام سنایا۔

غزوۂ تبوک مومنوں کے لئے باعث امتحان تھا جس میں وہ کامیاب ہوئے اور منافقین کے لئے باعث امتیاز بن گیا کہ وہ مسلمانوں سے جدا ہوکر جہنم کی آگ میں جاپڑے۔

جھوٹی قسم کھانے والے منافقین

یحلفون باللّٰہ ما قالوا ولقد قالوا . الخ . ماقالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم وھمّوا بمالم ینالوا . الخ (التوبہ : ۷۴)

وہ لوگ قسمیں کھاجاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی اور وہ بات کہہ کر اپنے اسلام ظاہری کے بعد ظاہر میں بھی کافر ہوگئے اور انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی۔

اس آیت کے شان نزول میں بغوی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک خطبہ دیا جس میں منافقین کی بدحالی اور انجام بد کا ذکر فرمایا، حاضرین میں ایک منافق جلاس بھی موجود تھا، اس نے منافقین کی مجلس میں جاکر کہا کہ محمد ﷺ جو کچھ کہتے ہیں اگر وہ سچ ہے تو ہم گدھوں سے بھی زیادہ بدتر ہیں، اس کا یہ کلمہ ایک صحابی عامر بن قیس نے سن لیا تو کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ سچ ہے اور تم واقعی گدھوں سے بھی زیادہ بدتر ہو۔

جب حضور ﷺ تبوک سے مدینۂ منورہ واپس تشریف لائے تو عامر بن قیس نے یہ واقعہ آپ کو سنایا، منافق جلاس اپنے کہے سے مکر گیا اور کہنے لگا کہ عامر بن قیس نے مجھ پر تہمت باندھی ہے۔حضور ﷺ نے دونوں کو حکم دیا کہ منبر نبوی کے پاس کھڑے ہوکر قسم کھائیں جلاس نے بے دھڑک جھوٹی قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کہا ہے عامر جھوٹ بول رہا ہے، حضرت عامر کا نمبر آیا تو انہوں نے قسم کھائی اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے کہ یا اللہ آپ اپنے رسول پر بذریعہ وحی اس معاملہ کی حقیقت روشن فرمادیں، ان کی دعاء پر حضور ﷺ اور سب مسلمانوں نے آمین کہی، ابھی یہ لوگ اس جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے کہ جبرائیل علیہ السلام

اس آیت کو لیکر حاضر ہوئے ۔ جلاس نے یہ آیت سنی تو فوراً کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ اب میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ غلطی مجھ سے ہوئی تھی عامر ہی سچے ہیں میں اب توبہ کرتا ہوں رسول اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی اور بعد میں یہ اپنی توبہ پر قائم رہے اور ان کے حالات درست ہوگئے ۔ اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مومن و مسلمان سچائی کا سرچشمہ اور وعدہ وفائی کا خوگر ہوتا ہے اور منافقین جھوٹ جیسی قبیح عادت میں ملوث رہتے ہیں اور وعدہ خلافیوں کے عادی ہوتے ہیں، مسلمانوں کیلئے یہ زیبا نہیں دیتا کہ وہ باہم کسی بھی معاملہ میں جھوٹی قسم کھائیں ۔

برادران یوسف کا جھوٹ بولنا

وجاء واعلى قميصه بدم كذب قال بل سولت لكم انفسكم امرا فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون (۱۸ /يوسف)

یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگالائے تھے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو میں صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام ونشان نہ ہوگا اور جو جھوٹ باتیں تم بناتے ہو ان میں اللہ ہی مدد کردے ۔

واقعہ یہ ہے کہ برادران یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنے کے بعد اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کو اس بات کا یقین دلانے کیلئے صحیح سالم کرتے میں خون لگا دیا اور کہنے لگے کہ یوسف کو بھیڑیئے نے کھالیا اس واقعہ سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص جھوٹی بات تراشنے لگتا ہے تو کسی نہ کسی موڑ پر پہنچ کر اس کا جھوٹ کھل کر سامنے آجاتا ہے پھر تو وہ اپنے جھوٹ کی وجہ سے ندامت سے پانی پانی ہوجاتا ہے جیسا کہ برادران یوسف بالآخر اپنے جھوٹ پر نادم ہوئے ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی سچائی پر بچہ کی گواہی

قال هي راودتني عن نفسي وشهد شاهد من اهلها ان كان قميصه قد من قبل

فصدقت وھو من الکذبین و ان کان قمیصه قدمن دبر فکذبت وھو من الصدقین ﴿۲۷/ یوسف﴾

یوسف نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کیلئے مجھ کو پھسلاتی تھی اور یوسف کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی کہ ان کا کرتہ اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹے ہیں اور اگر وہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے ہیں سو جب ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا کہنے لگے کہ یہ تم عورتوں کی چالبازی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں بھی غضب کی ہوتی ہیں۔

عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے گھر کے دروازے بند کر کے گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کی اور اپنی طرف راغب کرنے اور مبتلا کرنے کے سارے ہی اسباب جمع کر دئے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسے شدید امتحان میں ثابت قدم رکھا اور وہ اس خلوت گاہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور باہر نکلنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑے زلیخا ان کو پکڑنے کے لئے پیچھے دوڑی اور یوسف علیہ السلام کا کرتہ پکڑ کر ان کو باہر جانے سے روکنا چاہا حضرت یوسف علیہ السلام اپنے عزم مصمم کے مطابق نہ رُکے تو کرتہ پیچھے سے پھٹ گیا مگر یوسف علیہ السلام دروازہ سے باہر آئے اور ان کے پیچھے زلیخا بھی۔ جب یہ دونوں دروازے سے باہر آئے تو دیکھا کہ عزیز مصر زلیخا کے شوہر سامنے کھڑے ہیں، زلیخا سہم گئی اور تہمت یوسف علیہ السلام پر ڈالنے کے لئے یوں بات بنائی کہ جو شخص آپ کی بیوی کے ساتھ بُرے کام کا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ اس کو قید میں ڈالا جائے یا کوئی دوسری جسمانی سخت سزا دی جائے، حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ یہی مجھ سے مطلب نکالنے کے لئے مجھے پھسلا رہی تھی۔

یہاں اللہ کے ایک نیک بندے کی سچائی اور ایک بدنیت عورت کے جھوٹ کے درمیان بڑا نازک فیصلہ عزیز مصر کے کاندھے پر تھا کہ ان میں سے کس کو سچا سمجھے اور کس کو جھوٹا،

اللہ تعالیٰ نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کے مصداق اپنی قدرت سے یوسف علیہ السلام کی سچائی اور زلیخا کے جھوٹ کو قدرت کے ایک عجیب کرشمہ کے ذریعہ ظاہر فرمایا کہ ایک چھوٹے بچہ کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی دی یہ چھوٹا بچہ اسی گھر کے گہوارہ کے اندر پڑا تھا بول اٹھا کہ یوسف علیہ السلام کے کرتہ کو دیکھو اگر وہ آگے سے پھٹا ہے تب تو زلیخا کا کہنا سچا اور یوسف علیہ السلام جھوٹے ہوسکتے ہیں اور اگر وہ پیچھے سے پھٹا ہے تو اس میں اس کے سوا کوئی دوسرا احتمال ہی نہیں کہ یوسفؑ بھاگ رہے تھے اور زلیخا ان کو روکنا چاہتی تھی۔ اس واقعہ سے یہ درس ملتا ہے کہ سچے انسان اللہ کی غیبی مدد پاتے ہیں اور جھوٹے اپنی جھوٹ کی سزا بہت جلد پالیتے ہیں۔

جھوٹی بات سے بچو

فاجتنبوا الرجس من الأوثان واجتنبوا قول الزور (۳۰ . الحج)

سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے۔

انسان کے باطن کو شرک کی نجاست سے بھر دینے والی بتوں کی ناپاکی اور گندگی سے بچنے کا جس آیت میں حکم ہے اسی آیت میں جھوٹی بات سے بچتے رہنے کا بھی حکم دیا گیا ہے، شرک اور جھوٹ کو ایک ہی جگہ بیان کرنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ جھوٹ سنگین جرم اور گناہ کبیرہ ہے۔

جو لوگ اپنے موحد ہونے اور شرک سے پاک رہنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اپنی زندگی کے ہر گوشہ میں اس پہلو پر بھی غور کرلیں کہ کیا وہ اپنی گفتگو میں سچائی کو اختیار کرتے ہیں یا جھوٹ کے عادی ہیں جس طرح شرک سے ایک سچے موحد کو نفرت ہوتی ہے اسی طرح جھوٹ جیسی مذموم عادت سے بھی نفرت ہونی چاہئے۔

کافروں کا جھوٹا وعدہ

وقال الذين كفروا للذين امنوا اتبعوا سبيلنا والنحمل خطيكم وماهم بحاملين

من خطیھم من شیئی انھم لکذبون (۱۲/العنکبوت)

اور کافر کہنے لگے ایمان والوں سے تم چلو ہماری راہ اور ہم اٹھائیں گے تمہارے گناہ اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

یہ حقیقت تو سب پر عیاں ہے کہ کافروں کی طرف سے مسلمانوں کو راہ اسلام سے ہٹانے کی تدبیریں ہر زمانہ میں مختلف طریقوں سے ہوتی رہی ہیں، اس آیت میں کافروں کی ایک تدبیر مذکور ہے کہ کافر مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم لوگ بلاوجہ آخرت کے عذاب کے خوف سے ہمارے طریقے پر نہیں چلتے تو ہم ذمہ داری لیتے ہیں کہ اگر تمہاری ہی بات سچی ہوئی کہ اس طریقے پر چلنے کی وجہ سے آخرت میں عذاب ہوگا تو تمہارے گناہ کا بوجھ ہم اٹھالیں گے جو کچھ عذاب اور تکلیف پہونچے گی تم پر آنچ نہ آئے گی اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ ایسا کہنے والے بالکل جھوٹے ہیں یہ قیامت میں ان لوگوں کے گناہوں کا کوئی بوجھ نہ اٹھائیں گے، انکا یہ وعدہ جھوٹا ہے، اس آیت میں ایک طرف کافروں کے جھوٹ کو واضح کیا گیا ہے اور دوسری طرف یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کافروں پر ان کے جھوٹ کا وبال بھی رہے گا اور اس جھوٹ کے ذریعہ جن جن کو گمراہ کیا ان کا وبال بھی پڑے گا۔

جھوٹی تہمت لگانے والے فاسق ہیں

والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتوا باربعة شھدا فاجلدوھم ثمٰنین جلدة ولا تقبلو الھم شھادة ابدا . اولئک ھم الفسقون (۴/النور)

اور جو لوگ زنا کی تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ اپنے دعویٰ پر نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی درے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی قبول مت کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔

کسی پر زنا کا الزام یا تہمت لگانا بڑا جرم ہے اسی لئے ایسے لوگوں پر جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور پھر اس پر ان کے پاس چار گواہ موجود نہ ہو تو شریعت ایسے مقذفین (تہمت لگانے والوں) پر اسّی (۸۰) درے لگاتی ہے اور یہ تو نقد سزا ہے اور

دوسری سزا جو ہمیشہ کیلئے جاری رہے گی کہ اس کی گواہی کسی معاملہ میں قبول نہ کی جائے گی اور آخرت کے اعتبار سے وہ فاسقین کی فہرست میں شمار ہوگا۔ آج کل لوگ محض بدگمانی کی بنیاد پر دوسروں پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں حالانکہ یہ سراسر بندوں کے حقوق کو پامال کرنا ہے خدانخواستہ اگر کسی پر تہمت لگائی ہے تو وہ اس سے معافی مانگ لے اور اللہ سے مغفرت مانگ لے تاکہ قیامت کے دن بنی آدم کے سامنے رسوا اور شرمندہ نہ ہو۔

قوم ثمود کے نو سرغنہ افراد

قالو اتقاسموا بالله لنبيتنة واهله ثم لنقولن لوليه ما شهدنا مهلك اهله وانا لصدقون (۴۹/ نمل)

ان نو سرغنہ شخصوں نے کہا کہ آپس میں سب اس پر اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور ان کے متعلقین کے مارے جانے میں موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی طرف حضرت صالح کو رسول بنا کر بھیجا تھا۔ قوم ثمود میں بہت سے فسادی موجود تھے۔ تاہم نو آدمی سرغنہ تھے جو صالح علیہ السلام کے خلاف شرارت اور سازش میں مصروف رہتے تھے۔ یہ لوگ حضرت صالح علیہ السلام کی بستی (ملک شام کے مشہور مقام حجر) کے بڑے مانے جاتے تھے انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا ناپاک پروگرام آپس میں اس طرح طے کیا کہ ہم سب مل کر رات کے اندھیرے میں حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے متعلقین پر چھاپہ ماریں اور سب کو ہلاک کردیں، پھر جو ان کے وارثین تحقیق و تفتیش کے لئے کھڑے ہونگے تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم نے تو فلاں آدمی کو نہ مارا اور نہ کسی کو مارتے دیکھا اور ہم اپنے اس قول میں اس لئے سچے ہونگے کہ رات کے اندھیرے میں ہمیں معلوم نہیں کہ کس نے مارا۔

اس واقعہ میں ایک بات قابل توجہ ہے کہ نو سرغنہ افراد کفر و شرک، قتل و غارت گری کے سارے کام کررہے ہیں اور کوئی فکر نہیں مگر ان کو صرف یہ فکر لاحق ہوئی کہ ہم کہیں جھوٹے

قرار نہ دیئے جائیں اس سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ جھوٹ کیسا بڑا گناہ ہے کہ سارے بڑے بڑے جرائم کے مرتکب بھی اپنی شرافت نفس وعزت کی حفاظت کے لئے لوگوں کی نظروں میں جھوٹے ہونے سے بچنے کے لئے تدبیریں سوچتے تھے۔

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

فمن حاجک فیه من بعد ما جائک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللّٰه علی الکذبین

(٦١ / اٰل عمران)

پس جو شخص آپ سے عیسی علیہ السلام کے باب میں حجت کرے آپ کے پاس علم آئے پیچھے تو فرما دیجئے کہ آجاؤ ہم اور تم بلالیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو پھر ہم سب مل کر خوب دعا کریں اس طور سے کہ اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو ناحق پر ہوں۔اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مباہلہ کرنے کا حکم دیا ہے، مباہلہ کی تعریف یہ ہے کہ اگر کسی حق و باطل کے بارے میں دو گروہوں میں جھگڑا ہو جائے اور دلائل سے معاملہ ختم نہ ہو تو پھر ان کو یہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جو اس معاملہ میں باطل پر ہو اس پر خدا کی طرف سے وبال اور ہلاکت پڑے۔اس کا حاصل یہ ہو کہ جھوٹے پر قہر نازل ہو، پس جو شخص جھوٹا ہوگا وہ اس کا خمیازہ بھگتے گا، اس وقت سچے اور جھوٹے کی تعیین بھی ہو جائے گی۔

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ حضور ﷺ نے نجران کے نصاری کی جانب ایک فرمان بھیجا جس میں تین چیزیں مذکور تھیں، اسلام قبول کرو یا جزیہ ادا کرو یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، نصاری نے آپس میں مشورہ کر کے شرحبیل عبداللہ بن شرحبیل، جبار بن فیض کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، ان لوگوں نے آ کر مذہبی امور پر بات چیت شروع کی یہاں

تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت ثابت کرنے میں ان لوگوں نے انتہائی بحث وتکرار سے کام لیا اتنے میں یہ آیت مباہلہ نازل ہوئی ، اس آیت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کی دعوت دی اور خود بھی حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ حضرت حسینؓ اور حضرت حسنؓ کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لئے تیار ہو کر تشریف لائے شرحبیل نے یہ دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ یہ اللہ کا نبی ہے اور نبی سے مباہلہ کرنے میں ہماری ہلاکت ہے اس لئے نجات کا کوئی دوسرا راستہ تلاش کرنا چاہیے چنانچہ تینوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ نبی کی رائے کے مواق صلح کی جائے چنانچہ نبی کریمؐ نے ان پر جزیہ مقرر کر کے صلح فرمادی جس کو انہوں نے منظور کرلیا، سچ اور جھوٹ حق اور باطل کے درمیان جب نزاع قائم ہوتا ہے تو باطل اور جھوٹ پر قائم رہنے والے اللہ کی رحمت سے دور اور اس کے قہر کے مستحق ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جھوٹے کو راہ نہیں بتاتے

ان اللّٰہ لا یھدی من ھو کذاب کفار (۳ . زمر)

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتے جو (قولاً) جھوٹا اور (اعتقاد) کافر ہو، وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ کہہ کر جھوٹ باندھا کہ اللہ تعالیٰ بھی صاحب اولاد ہیں یا جن یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں اور جن نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں سب جھوٹے ہیں، جو شخص منہ سے کفریہ باتیں کرتا ہو اور دل میں کفریہ عقائد رکھتا ہو اور اس پر مصر بھی ہو اور طلب حق کا عزم و ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹے کافر کو ہدایت کی توفیق سے محروم کردیتے ہیں۔

سچائی جنت کا اور جھوٹ دوزخ کا راستہ ہے

عن عبداللّٰہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علیکم

بالصدق فان الصدق یهدی الی البر و ان البر یهدی الی الجنة وما یزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عندالله صدیقا وایاکم والکذب فان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار وما یزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عندالله کذابا (رواہ بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سچائی کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی ہی کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ مقام صدیقیت تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ کے یہاں صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستہ پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو دوزخ تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذابین میں لکھ دیا جاتا ہے۔

انسان کی سعادت مندی کی یہ علامت ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک سچا ہو اور سچائی کو اس نے اپنی عادت بنالیا ہو تو اللہ تعالیٰ کا اس پر اس قدر فضل ہوتا ہے کہ صدیقیت کا اونچا مقام نصیب ہوتا ہے، قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو صدیقین کی فہرست میں شامل فرمادیں تو اس کی خوش نصیبی ایسی ہوگی کہ رشک کیا جائے اور اس کے برعکس آدمی کی بدبختی کی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک اور لوگوں کی نگاہوں میں جھوٹا ہو اور جھوٹ ہی کو اس نے اپنی عادت اور طبیعت بنالیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر اتنے غضبناک ہوتے ہیں کہ کذابین (جھوٹوں) میں اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے پھر تو ظاہر ہے کہ قیامت کے دن وہ جھوٹوں ہی کے ساتھ رہے گا۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد عقلمندوں کو راستہ بتلا رہا ہے کہ وہ سچائی کا راستہ اختیار کر کے جنت حاصل کرلیں اور جھوٹ کے راستہ سے

اپنے آپ کو بچائیں تا کہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہ سکیں۔

کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟

عن ابی امامة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یطبع المومن علی الخلال کلھا الا الخیانة والکذب (رواہ احمد والبیھیقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی طبیعت اورفطرت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مومن اگر واقعی مومن ہو تو جھوٹ اور خیانت ان دونوں عادتوں کی اس میں گنجائش نہیں ہوسکتی دوسری برائیاں اور کمزوریاں مومن میں ہوسکتی ہیں لیکن خیانت اور جھوٹ جو خالص منافقانہ عادات ہیں وہ ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں۔اگرکسی مومن میں یہ دبرائیاں موجود ہیں تو ایسے شخص کو جان لینا چاہیے کہ اس کے ایمان میں ابھی کمزوری باقی ہے، اگر وہ ایمان کی کمزوری کو دور کرنے کا عزم رکھتا ہو تو جھوٹ اور خیانت سے باز رہنے کی صد فی صد کوشش کرے۔ایک اور حدیث سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! عرض کیا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! عرض کیا گیا کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

آپ غور فرمائیں کہ حضور ﷺ اس بیان سے کیا فرمانا چاہتے ہیں۔دراصل آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ مومن کے اندر دوسری برائیاں آسکتی ہیں۔جو ایمان کے منافی ہیں مگر جھوٹ جیسی برائی نہیں آسکتی اس لئے کہ یہ خالص منافقانہ عادت ہے جس کی گنجائش مومن میں نہیں ہوسکتی۔

جھوٹ کی بدبو

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا کذب العبد تباعد عنه الملک میلا من نتن ماجاء به (رواہ الترمذی)

جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

جس طرح انسان مادی چیزوں کی خوشبو یا بدبو کو بہت جلد محسوس کر لیتا ہے، راستے سے گزرتے ہوئے مرے اور سڑے جانور کی بدبو جب محسوس ہوتی ہے تو راہ گیر حتی المقدور تیزی سے گزر جاتا ہے تا کہ اس بدبو سے بچ سکے۔ اسی طرح جب انسان کی زبان سے اچھے اقوال اور اعضاء و جوارح سے نیک اعمال کا صدور ہوتا ہے تو فرشتے ان کی خوشبو کو محسوس کرتے ہیں اور ایسے انسانوں کی نزدیکی سے لطف محسوس کرتے ہیں اور جب انسان کی زبان سے جھوٹ جیسے بُرے اعمال صادر ہوتے ہیں تو فرشتے اس کی بدبو، گندگی اور سڑاہنڈ کی وجہ سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

جو تم کو سچا سمجھے اس سے جھوٹ بولنا کیسا ہے؟

عن سفیانَ بن اسید الحضرمیؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول کبرت خیانة ان تحدث اخاک حدیثا وھولک به مصدق وانت به کاذب (سنن ابی داود)

سفیان بن اسید الحضرمی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات جھوٹی بیان کرو دراں حال یہ کہ وہ تم کو اس بیان میں سچا سمجھتا ہو۔

جھوٹ نہ صرف گناہ بلکہ نہایت سنگین گناہ ہے لیکن بعض خاص صورتوں میں اس گناہ کی سنگینی اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے، ان صورتوں میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے تم پر پورا بھروسہ کرنے اور حسن ظن رکھنے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس سے جھوٹ بولنے لگ جاؤ اور اس سے جھوٹ بول کر دھوکہ دو۔

عقلمند ایسے شخص سے ہرگز جھوٹ نہیں بولتا جو اس کو سچا سمجھتا ہو اور اس کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو اس لئے کہ اگر وہ ایک مرتبہ ایسے شخص سے جھوٹ بولے گا اور اتفاق سے اس کے سامنے اس جھوٹ کا پول کھل جائے گا تو پھر زندگی بھر وہ اس کی نگاہوں میں جھوٹا بن جائے گا۔

جنت حرام اور دوزخ واجب

عن ابی امامة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من اقتطع حق امری مسلم بیمینه فقد وجب اللّٰہ له النار و حرم علیه الجنة فقال له رجل و ان کان شیئا یسیرا یا رسول اللّٰہ قال و ان کان قضیبا من اراک (رواہ مسلم)

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق ناجائز طور سے مارلیا تو اللہ نے ایسے آدمی کے لئے دوزخ واجب کردی ہے اور جنت کو اس پر حرام کردیا ہے حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر چہ وہ کوئی معمولی ہی چیز ہو یعنی اگر کسی نے کسی کی بہت معمولی چیز قسم کھا کر ناجائز طور سے حاصل کرلی تو کیا اس صورت میں بھی دوزخ اس کے لئے واجب اور جنت اس پر حرام ہوگی، آپ نے فرمایا ہاں! اگر چہ جنگلی درخت کی ٹہنی ہی ہو۔

دنیا کے متاع قلیل کے خاطر جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی عاقبت کو اپنے ہاتھوں تباہ کرلینے والے افراد اس حدیث کو بار بار غور وفکر سے پڑھیں جو بڑی بڑی جائیدادوں کو اپنے قبضہ میں کرلینے کے خاطر عدالت میں جھوٹی قسمیں کھا کر ناجائز طریقہ سے دوسروں کی جائیداد کو اپنے قبضہ میں کرلیتے ہیں، ان انسان نما درندوں کا انجام یہ ہوگا کہ ان پر دوزخ واجب اور جنت حرام ہوجائے گی۔ (اللھم انا نعوذبک من النار دار الفجار)

اللہ کے سامنے کوڑھی ہوکر پیش ہونے والا

عن الاشعث بن قیسؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا یقتطع احدما لا بیمین الا لقی اللّٰہ وھو اجذم (رواہ ابو داؤد)

اشعث بن قیسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کا مال جھوٹی قسم کھا کر مارلے گا وہ اللہ کے سامنے کوڑھی ہوکر پیش ہوگا۔

قرآن مجید کی وضاحت کے مطابق قیامت کے دن خوش نصیب ایسے ہونگے کہ

جن کے چہرے سیاہ اور بے نور ہوں گے۔ اس حدیث سے مزید براں یہ حقیقت بھی آشکارا ہوجاتی ہے کہ بعض بدبخت ایسے بھی ہونگے جنہوں نے دنیا میں کسی کا مال جھوٹی قسم کھا کر مارلیا تھا تو وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے کوڑھی (جذامی) ہوکر پیش ہونگے۔

تین بدنصیب

عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم، قال ابو ذر خابوا و خسروا من ھم یا رسول اللہ قال المسبل والمنان والمنفق سلعۃ بالحلف الکاذب (رواہ مسلم)

حضرت ابوذرغفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے ہم کلام ہوگا نہ ان پر عنایت کی نظر کرے گا اور نہ گناہوں اور گندگیوں سے ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا یہ لوگ نامراد ہوئے اور ٹوٹے میں پڑے حضور ﷺ! یہ تین آدمی کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی تہبند (لنگی یا پائجامہ) حد سے زیادہ نیچے لٹکانے والا (جیسا کہ متکبروں اور مغروروں کا طریقہ ہے) اور احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کے اپنا سودا چلانے والا۔

ہر وہ مسلمان جو حضور ﷺ سے دلی محبت وعظمت رکھتا ہو اور آخرت کا خوف بھی رکھتا ہو وہ ہمیشہ اس خوف میں رہتا ہے کہ قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا اس فکر کے ساتھ اس کی دلی تڑپ اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم اس پر ہو، افسوس ان محروم القسمت لوگوں پر جو ایسی بداعمالیوں میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ نگاہ رحمت نہ فرمائیں گے۔

آج کل تاجروں میں خصوصاً اور عام لوگوں میں عموماً جھوٹی قسم کھا کر اپنے دھندے چلانے کی عادت حد سے زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی اس حدیث کے پڑھنے کی توفیق دی ہو وہ اپنے ان متعلقین کو جو اس برائی میں مبتلا ہیں ناصحانہ انداز میں بتلا دیں کہ اس بدعملی پر کتنی سخت وعید حدیث میں وارد ہوئی ہے۔

جھوٹی گواہی شرک کے برابر

عن خریم بن فاتک ؓ قال صلّٰی رسول اللّٰہ ﷺ صلوۃ الصبح فلما انصرف قام فقال عدلت شھادۃ الزور بالاشراک باللّٰہ ثلاث مرات ثم قرافا جتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ)

حضرت خریم بن فاتک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھی جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوگئے اور فرمایا جھوٹی گواہی اشراک باللہ (شرک) کے برابر کردی گئی اور یہ بات آپ ﷺ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی اور سورۂ حج کی یہ آیت تلاوت فرمائی بتوں کی یعنی بت پرستی کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بچتے رہو صرف ایک اللہ کے ہوکر کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتے ہوئے۔

آپ کے اس انداز بیان سے خود اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنے اہتمام سے حضور ﷺ نے جھوٹی گواہی سے اپنی اُمت کو روکا ہے کہ نماز جیسے اہم فریضہ سے فراغت کے بعد اس مذموم عمل کو بیان کرنے کے خاطر ایک دم کھڑے ہوکر تین دفعہ تاکید کے طور پر یوں فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کردی گئی ہے یعنی شرک کرنا جس طرح سخت ترین گناہ ہے اسی طرح جھوٹی گواہی دینا بھی بدترین گناہ ہے۔

جامع ترمذی کی ایک حدیث سے اس کی وضاحت اور زیادہ ہوجاتی ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ سے تین دفعہ ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کون کون سے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ

کی نافرمانی کرنا اور معاملات میں جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا۔

صحابہؓ کرامؓ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد آپ پر ایسی کیفیت طاری تھی کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس وقت آپ خاموش ہوجائیں اور اپنے دل پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں۔

جھوٹی قسم کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من حلف علی یمین صبر وھو فیھا فاجر یقتطع بھا مال امری مسلم لقی اللہ یوم القیامۃ وھو علیہ غضبان (رواہ بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان آدمی کا مال مارلے تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس حال میں اس کی پیشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک ہونگے

قیامت کے دن ساری انسانیت اللہ کی نظر رحمت کی سب سے زیادہ محتاج ہوگی، اس ہولناک دن اللہ تعالیٰ کا غصہ اور اس کی ناراضگی اس بدقسمت پر ہوگی جو جھوٹی قسم کھا کر دوسروں کا حق مارلے اللہ تعالیٰ اس ظالمانہ عمل اور ایسی بدانجامی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے

جھوٹ رزق کو روکتا ہے

قال رسول اللہ ﷺ الکذب ینقص الرزق (الحدیث)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جھوٹ رزق کو گھٹاتا ہے۔

آج کل انسان کی زندگی کا اہم مسئلہ رزق کا ہے اور مومن و مسلمان کا یہ ایقان ہے کہ رزق کی تقسیم کا ذمہ دار صرف اور صرف اللہ ہے اور بعض امور ایسے ہیں جن سے آدمی کا رزق گھٹتا ہے جیسے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نوم الصبحۃ یمنع الرزق کہ صبح کے

وقت کا سونا روزی کو روکتا ہے، اسی طرح جھوٹ ایک ایسا بُرا مرض ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق کو اس بدعملی کی وجہ سے گھٹا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اپریل فول

(جھوٹی قوم کی بدترین رسم)

یہود ونصاریٰ کے ناپاک اور نقصان دہ رسوم ورواج اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں، ان کی ایجاد کردہ ایک بُری رسم اپریل فول بھی ہے جو آج کل مسلمان گھرانوں میں زندہ ہے حالانکہ یہ ایسی قبیح رسم ہیکہ جس کا تعلق جھوٹ جیسی مبغوض برائی سے ہے۔

انگریزی تاریخ کے چوتھے مہینے کی پہلی تاریخ کو لوگ ایک دوسرے کو جھوٹ بول کر احمق بناتے ہیں دوستوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں، اجنبی لوگوں، حتی کہ راستہ چلنے والوں کو مختلف قسم کی جھوٹی باتوں سے دھوکہ دیتے ہیں جب آدمی دھوکہ میں آجاتا ہے تالیوں کی گونج میں اپریل فول کے ناپاک نعرے بلند کئے جاتے ہیں بعض اوباش قسم کے نوجوان ایمرجنسی اور رفاہی محکموں کو ٹیلیفون سے جھوٹ بول کر دھوکہ دیتے ہیں خصوصاً فائر بریگیڈ، پولیس اسٹیشن اور دواخانوں کے افسران کو جھوٹی اطلاع دیتے ہیں جس سے جانی و مالی دونوں قسم کے نقصانات پیش آتے ہیں۔

بعض ظالم قسم کے نوجوان کسی کو اس کے قریبی آدمی کے حادثے یا انتقال کی جھوٹی اطلاع دے کر پریشان کرتے ہیں جس سے ضعیف القلب آدمی بسا اوقات اپنی جان کھو بیٹھتا ہے۔ وہ مسلمان جو غفلت یا لاعلمی کی وجہ سے اس برائی میں مبتلا ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطی پر توبہ کریں، نیز ایسے موقعوں پر خود کو اور اپنی اولاد کو ایسی خطرناک غلطیوں سے بچائیں جو قوم ہماری تہذیب کو کچلنے میں سرگرداں وکوشاں ہو اس قوم کی تہذیب کو ہم بے غیرت بن کر زندہ نہیں رکھ سکتے۔

ایسے جھوٹ جن کو عموماً جھوٹ نہیں سمجھا جاتا

(پہلی شکل)

عن عبداللّٰہ بن عامر رضی اللہ عنہ قال دعتنی امی یوما و رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد فی بیتنا فقالت ھا تعالی اعطیک فقال لھا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اردت ان تعطیه قالت اردت ان اعطیه تمرا فقال لھا رسول اللّٰہ اما انک لو لم تعطه شیئا کتبت علیک کذبة (رواہ ابوداود و البیھقی فی شعب الیمان)

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے میری والدہ نے مجھے پکارا اور کہا بڑھ کے آ! میں تجھے کچھ دوں گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ماں سے فرمایا تم نے اس بچے کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے؟ میری ماں نے عرض کیا میں نے اس کو ایک کھجور دینے کا ارادہ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو اگر اس طرح کہنے کے بعد تم اس بچے کو کوئی چیز بھی نہ دیتیں تو تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

عموماً عورتیں اپنے بچوں کو بہلانے یا قریب کرنے کی غرض سے خالی ہاتھ کو بند کرلیتی ہیں اور بچوں کو اس طرح بلاتی ہیں کہ ان کے ہاتھ میں کچھ ہے اور وہ دینا چاہتی ہیں حالانکہ ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوتا اور اس عمل کو جھوٹ بھی نہیں سمجھتیں حالانکہ یہ بھی جھوٹ ہے جیسا کہ اس واقعہ سے معلوم ہوا۔

اس قسم کے جھوٹ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں میں جھوٹ بولنے کی عادت پیدا ہوجاتی ہے اور اس قسم کے جھوٹ بولنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے۔

دوسری شکل

عن بهز بن حکیم ؓ عن ابیه عن جده قال قال رسول الله ﷺ ویل لمن یحدث فیکذب لیضحک به القوم ویل له ویل له (رواه احمد والترمذی وابو داؤد والدارمی)

بہزبن حکیم بواسطہ اپنے والدمعاویہ کے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوشخص لوگوں کو ہنسانے کے لئے اپنے بیان میں جھوٹ بولے اس پرافسوس،اس پرافسوس

آج کل مزاحیہ مجلسوں ،نجی محفلوں ،آپسی گفتگواورگپ شب وغیرہ کو پر لطف بنانے کے خاطر طرح طرح کے جھوٹ بولے جاتے ہیں اس قسم کے جھوٹ سے اگر دوسروں کونقصان نہ بھی پہونچے جب بھی اس سے خود جھوٹ بولنے والے کا نقصان ضرور ہوگا اس لئے کہ اس سے اس کی زبان ناپاک ہوگی اور جھوٹ سے جس قدر نفرت ہونی چاہیے اس میں رفتہ رفتہ کمی ہوتی جائے گی ، نیز جھوٹ بولنے کارواج عام ہوجائے گا۔

تیسری شکل

عن ابی هریرة ؓ قال قال رسول الله ﷺ کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع (رواه مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے لئے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جوکچھ سنے اسے بیان کرتا پھرے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگرکسی کی مدح وتعریف کسی کے سامنے کی جائے تو وہ اس کی تصدیق بڑے غور وخوض کے بعد کرتا ہے لیکن اسی کے سامنے اگرکسی کی برائی اور مذمت کی جائے تو وہ بغیرتحقیق وتفتیش کے فوراً اس کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اس کی برائی کوصرف سن کرلوگوں میں بیان کرتا پھرتا ہے حالانکہ یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے جیسا کہ اس حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

جس طرح جھوٹ کا عادی نا قابل اعتبار و اعتماد ہوتا ہے اسی طرح وہ شخص بھی نا قابل اعتبار ہوتا ہے جو ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے بیان کرتا پھرے۔

دورخاپن

عن عماربن یاسرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من کان له وجھان فی الدنیا کان له یوم القیمة لسانان من نار (رواہ ابوداود)

جوکوئی دنیا میں دورخا ہوتا ہے قیامت کے دن اس کے آگ کی دوزبانیں ہونگی۔

دومنھ والا وہ ہوتا ہے جوکبھی اس گروپ کے پاس جاتا ہےاورکبھی اس گروپ کے پاس اور دونوں کودھوکہ دیتاہے، علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں دورخا آدمی بدترین انسان ہوتا ہے کیونکہ اس کی حالت منافقوں کی سی ہوتی ہے۔امام نوویؒ کہتے ہیں کہ دورخا آدمی وہ ہے جو ہر پارٹی کوخوش کرنے کی کوشش کرتا ہے بظاہر جس گروپ کی حمات کرتا ہے درپردہ اس سے دشمنی کرتا ہے، اس کا ڈھنگ منافقانہ اوراس کی روش جھوٹے اور دغاباز کی ہوتی ہےاور دورخا آدمی بیک وقت، جھوٹ ، نفاق، چاپلوسی ،مکروفریب اورچغلخوری جیسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہرمومن کی اس مذموم عادت سے حفاظت فرمائے۔

ہدایت: قرآن وحدیث کی رشنی میں تمام حقائق کوپیش کرنے کے بعدہم اب سچ اورجھوٹ سے متعلق انبیاء کرام،صحابۂ عظامؓ،اولیاءاُمت اورمفکرین کےاقوال مختصراً پیش کرتے ہیں۔

انبیاء کرام کیا فرماتے ہیں

﴿۱﴾ جھوٹے گواہ سے خداوندکریم نفرت کرتا ہے اور سچے گواہ کوسیدھا راستہ دکھلاتا ہے۔(حضرت سلیمان علیہ السلام)

﴿۲﴾ سچ کبھی جھوٹ سے شکست نہیں کھاتا (حضرت سلیمان علیہ السلام)

﴿۳﴾ سچا آدمی سات بار گرتا ہے اور پھر اٹھ کھڑا ہوتا ہے، مگر جھوٹا مصیبت میں گر کر پڑا رہتا ہے۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام)

﴿۴﴾ سچ بات کو نہ چھپاؤ اور جھوٹ مت بولو (حضرت لقمان علیہ السلام)

﴿۵﴾ حضرت لقمان علیہ السلام سے کسی نے معلوم کیا کہ آپ نے اتنا بلند مقام و مرتبہ کیسے حاصل کیا؟ فرمایا سچائی، امانت داری اور لغویات سے پرہیز کے ذریعہ۔

صحابۂ عظامؓ کیا فرماتے ہیں

﴿۱﴾ سچائی کی مشعل (شمع) سے فائدہ اٹھاؤ اور یہ نہ دیکھو کہ مشعل بردار کون ہے (حضرت عائشہؓ)

﴿۲﴾ سچ بولو گے اور نیت و فعل (کام) میں بھی صدق و سچائی رکھو گے تو جوان مرد کہلاؤ گے (حضرت اویس قرنیؓ)

﴿۳﴾ سرداری سچائی میں، فخر فقیری میں، بزرگی قناعت میں، سربلندی عجز میں اور نسبت پرہیزگاری میں ہے (حضرت اویس قرنیؓ)

﴿۴﴾ اللہ تعالیٰ نے جس کو یہ دس خصلتیں عطا فرمائیں وہ تمام آفات اور مصائب سے نجات پا جاتا ہے اور متقین اور اولیاء کے درجات کو پہونچایا جاتا ہے، ہمیشہ سچ بولنا اور اس کے ساتھ قناعت پسند دل کا ہونا، اچھی طرح صبر کرنا اور اس کے ساتھ ہمیشہ شکر گزار رہنا، معاش کی مسلسل تنگی اور اس کے ساتھ دنیا سے بے نیاز رہنا، ہمیشہ فکر دین میں رہنا اور مجاہدہ کرتے رہنا اور اس کے ساتھ متواضع جسم ہونا، ہمیشہ نرم خو رہنا اور ساتھ ہی رحم و کرم کا جذبہ رکھنا، محبت الٰہی میں سرشار رہنا اور ساتھ ہی پوری طرح حیا کا مظاہرہ کرنا علم پر عمل کرتے ہوئے بردباری و حلم کا ہونا، ایمان پر ثابت قدم رہتے

ہوئے عقل میں کمال ہونا (حضرت ابوبکر صدیق ؓ)۔

اولیاءِ اُمت کیا فرماتے ہیں

﴿۱﴾ پانچ اشخاص کی صحبت سے بچو! جھوٹا جو تمہیں ہمیشہ دھوکہ میں رکھے گا، احمق جو اگرچہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا مگر اپنی حماقت سے نقصان کردے گا، بزدل جو مشکل وقت میں تمہیں چھوڑ جائے گا، کنجوس جو اپنے معمولی فائدے کیلئے تمہارا بڑا نقصان کردے گا، بدعمل جو ایک نوالے کے عوض تمہیں بیچ دے گا۔ (حضرت جعفر صادق ؒ)

﴿۲﴾ مجھے فصیح و بلیغ جھوٹے سے بدکار سچے کی صحبت زیادہ پسند ہے (جنید بغدادیؒ)

﴿۳﴾ سچا شخص اگر کسی مصلحت کے تحت جھوٹ بھی بولے تو لوگ اس کو سچ سمجھیں گے اور جھوٹا اگر سچ بھی بولے تو لوگ اسکو جھوٹ سمجھیں گے۔ (خلیفہ مامون الرشیدؒ)

﴿۴﴾ چور اور جواری توبہ کرلیتے ہیں لیکن کوئی جھوٹا سچ نہیں بول سکتا۔ (یحییٰ برمکی)

تمت بحمد اللہ